OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

ماثور درود و سلام میں رسول اللہ ﷺ کے اسمائے گرامی اور ان کی معنویت

Names of the Holy Prophet and their Effectiveness in the Authentic *Durood and Salām*

Dr. Muhammad Rafiq
Lecturer, Department of Sirah Studies, AIOU, Islamabad
Dr. Navid Iqbal
Assistant Professor of Hadith & Hadith Sciences, AIOU, Islamabad

Abstract

Sending Durood-u-Salam (peace and divine blessings of Allah) to Muhammad (SAW) is a very blessed and rewarding act along with the command of Allah, on which various aspects many leading and later scholars has written a lot, is being written continually and this process will be continued till the Day of Judgement. In this article, some of the words of the eminent Durood-o-Salam and the meanings of their selected and specific eminent names of the Holy Prophet (SAW) are highlighted. For this purpose, two words of Salat-o-Salam, which are mentioned in Sahih or Hasan Ahadith: Salat-o-Salam and five names of Rasool-u-Allah: Muhammad, Al-Rasool and al-Nabi have been selected. The article is consisting of three topics that are: the literal and shar'i meaning of Salat-o-Salam and its characteristics and meaning, extraction of the mentioned ahaadeeth of five names and the meaning, characteristics, and concept of each name. At first, the relevant hadith has been extracted respectively in the article, then explaining the meaning of the given name in it and later the characteristic and meaning of this name is argued from the Qur'an and Sunnah, the books of the dictionaries

CC BY

and the declaration of the ummah, according to narrative, inductive, derivative, and analytical methodology research, and style. In doing so, an attempt has been made to make it manifest in the practical life of the Prophet (SAW). At the end of article, the results of the research and recommendations are written.

Keywords: Effectiveness of Salat and Salam, Muhammad, Rasool, Nabi, Practical life, highlighting

تمہید

محمد رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام یعنی صلاۃ و سلام بھیجنا اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم ہونے کے ساتھ نہایت ہی مبارک اور باعث اجر و ثواب عمل ہے، جس کے متعدد پہلوؤں پر متقدمین و متاخرین اہل علم نے بہت کچھ لکھا ہے، مسلسل لکھا جا رہا ہے اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری و ساری رہے گا۔ اس مقالے میں ماثور و مسنون درود و سلام کے بعض الفاظ اور اس میں رسول اللہ ﷺ کے منتخب و مخصوص ماثور اسمائے گرامی کی معنویت کو نمایاں اور اجاگر کیا گیا ہے۔ اس مقصد کے لیے صحیح یا حسن احادیث میں وارد شدہ درود و سلام کے دو کلمات: صلاۃ و سلام اور رسول اللہ ﷺ کے تین اسمائے گرامی: محمد، النبی اور الرسول کا انتخاب کیا گیا ہے۔ مقالہ میں حسب حال بیانیہ، استقرائی، استنتاجی اور تجزیاتی منہج تحقیق و اسلوب اپناتے ہوئے پہلے اس حدیث کو مکمل تخریج کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے جس میں مخصوص نام آیا ہے، پھر اس کی وضاحت کی گئی ہے اور بعد ازاں اس نام کی خصوصیت و معنویت کو قرآن و سنت اور کتب لغت و اعلام امت کے کلام سے استدلال کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی عملی و تطبیقی زندگی میں ظاہر و نمایاں کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مقالہ کے آخر میں نتائج تحقیق اور سفارشات تحریر کی گئی ہیں۔ مقالہ درج ذیل مباحث و اجزاء پر مشتمل ہے:

1۔ صلاۃ و سلام کا لغوی و شرعی مفہوم اور خصوصیت و معنویت

2۔ محمد، الرسول، النبی، ناموں والی احادیث کا ذکر اور تخریج

3۔ مذکورہ تین ناموں میں سے ہر نام کا مفہوم اور خصوصیت و معنویت

4۔ نتائج تحقیق

5۔ سفارشات

صلاۃ و سلام کا لغوی و شرعی مفہوم اور خصوصیت و معنویت

صلاۃ کا لغوی معنی و مفہوم

ابن فارس تحریر کرتے ہیں: صاد، لام اور حرف علت (واو / یاء) بنیادی طور پر دو معنوں پر دلالت کرتے ہیں: (1) آگ، گرمی، بخار اور اس جیسے معانی.......(2) اور دوسرا معنی عبادت کی جنس میں سے ہے۔ پس الصَّلَاۃ کا دوسرا معنی ہے: دعاء کرنا، مانگنا، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: «إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى طَعَامٍ فَلْيُجِبْ، فَإِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيَأْكُلْ، وَإِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيُصَلِّ»[1] أَيْ فَلْيَدْعُ لَهُمْ بِالْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ.[2] جب تم میں سے کوئی کھانے کے لئے بلایا جائے تو اسے

دعوت قبول کرلینی چاہیے۔ اگر وہ افطار سے ہو تو اسے کھا لینا چاہیے اور اگر روزہ سے ہو تو ان کے لئے "خیر وبرکت کی دعا کردے" اسماعیل بن حماد الجوہری تحریر کرتے ہیں: الصلاة: الدعاء. والصلاة من الله تعالى: الرحمة. وَالصَّلَاةُ: وَاحِدَةُ الصَّلَوَاتِ الْمَفْرُوضَةِ وَهُوَ اسْمٌ يُوضَعُ مَوْضِعَ الْمَصْدَرِ. تقول: صليت صلاة، وَلَا تَقُل: تَصْلِيَةً ،وصلَّيْتُ عَلَى النَّبِيِّ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ." [3] الصَّلَاة: کا معنی ہے دعا۔ جب اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس کا معنی ہے رحمت۔ اسی طرح الصَّلَاة کا لفظ فرض نماز کے لیے استعمال ہوتا ہے جو مفرد ہے اور اس کی جمع الصَّلَوَات آتی ہے۔ صرفی اعتبار سے یہ اسم مصدر ہے یعنی ایسا اسم ہے جو اصل میں مصدر نہیں لیکن مصدر کے معنی میں استعمال ہوتا ہے؛ لہٰذا آپ صَلَّيْتُ صَلَاةً کہیں گے (میں نے نماز پڑھی) نہ کہ تَصْلِيَةً جو اصل مصدر ہے اور اسی طرح آپ کہیں گے "صَلَّيْتُ عَلَى النَّبِيِّ" میں نے نبیٔ کریم ﷺ پر درود بھیجا۔

صلاۃ کا شرعی معنی ومفہوم

اصطلاحِ شریعت میں صلاۃ سے مراد: دعاء، نماز اور نبیٔ کریم ﷺ پر درود بھیجنا ہے۔ اسی طرح بیک وقت اس کی نسبت اللہ تعالیٰ، ملائکہ، انسان اور دیگر مخلوقات کی طرف بھی ہوتی ہے، اس صورت میں اس کے کیا معنی ومفہوم ہوں گے اس کی وضاحت وتفصیل اہل علم وائمہ شریعت کے اقوال سے ذیل میں پیش ہے: (1) امام بخاریؒ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: «يُصَلُّونَ: يُبَرِّكُونَ» [4] اللہ تعالیٰ نبی ﷺ پر برکت بھیجتے ہیں اور فرشتے دعائے رحمت کرتے ہیں۔ (2) ابو العالیہ فرماتے ہیں: "صَلَاةُ اللَّهِ: ثَنَاؤُهُ عَلَيْهِ عِنْدَ المَلَائِكَةِ، وَصَلَاةُ المَلَائِكَةِ الدُّعَاءُ" [5] اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے صلاۃ: فرشتوں کے سامنے نبی علیہ السلام کی تعریف کرنا ہے، اور فرشتوں کی صلاۃ: اللہ جل شانہ سے آپ ﷺ کے لیے دعائے رحمت کرنا ہے۔ (3) امام راغب فرماتے ہیں: "والصَّلاةُ، قال كثير من أهل اللّغة: هي الدّعاء، والتّبريك والتّمجيد، يقال: صَلَّيْتُ عليه، أي: دعوت له وزكّيت. [6] بہت سے اہل لغت کے نزدیک الصَّلَاة: کا معنی ہے: دعاء کرنا، دعا دینا، برکت دینا اور تعظیم وتکریم کرنا۔ "صَلَّيْتُ عليه" کے جملے کا مطلب یہ ہے کہ میں نے اس کے لیے دعا کی، اور اس کی تعریف وتعظیم کی۔

علماء کرام کے مذکورہ اقوال سے یہ معلوم ہوا کہ جب لفظِ (الصَّلَاة) کا اطلاق عام ہو تو اس کا بنیادی معنی ہے: "دعاء کرنا"۔ اور (1) جب اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس سے مراد، رحمت وبرکت نازل فرمانا اور نوازشات وعنایات کرنا ہے (جو نتیجہ اور مقصود دعاء ہے)۔ اس آیت کریمہ میں (**صَلَوَاتٌ**) کا ترجمہ نوازشات وعنایات کیا گیا ہے اور اس کے بعد (**رَحْمَةٌ**) کا ترجمہ رحمت ہی کیا گیا ہے، کیونکہ عطف مغایرت چاہتا ہے۔ (2) اور جب فرشتوں کی طرف اس کی نسبت ہو تو اس سے مراد دعائے رحمت اور استغفار ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

«المَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ الَّذِي صَلَّى فِيهِ، مَا لَمْ يُحْدِثْ، تَقُولُ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ» [7] "تم میں سے ہر ایک کے لیے ملائکہ دعا کیا کرتے ہیں، جب تک وہ اپنے مصلیٰ (نماز پڑھنے کی جگہ) میں (بیٹھا) رہے، جہاں اس نے نماز پڑھی تاوقتیکہ بے وضو نہ ہو جائے، فرشتے کہتے ہیں کہ: اے اللہ اسے بخش دے، اے اللہ اس پر رحم فرما"۔

(3) اور جب انسانوں کی طرف اس کی نسبت ہو تو اس سے مراد: دعاء کرنا، بخشش طلب کرنا، اور دیگر انسانوں کو خیر وبرکت کی دعاء دینا ہے، اسی طرح کسی کی تعریف وتوصیف اور تعظیم کرنا بھی اس کا معنی بتایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ سے ارشاد

فرمارہے ہیں:{وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ}[8] (اور ان کے لیے دعا کرو بے شک آپ کی دعا ان کے لیے رحمت کا باعث ہے)اور حدیث شریف میں آتا ہے: «إِذَا دُعِيَ أحدُكم إِلَى طَعَام فليُجِبْ،وَإِنْ كَانَ صَائِمًا فليُصَلِّ»[9] أَيْ فليَدْعُ لأهْل الطَّعام بالمَغْفِرَة والبَرَكة.[10] "جب تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو اسے چاہئے کہ وہ قبول کرلے،اور اگر روزہ دار ہو تو پھر وہ اس کے لیے دعا کرے۔یعنی کھانے کی دعوت دینے والوں کے لیے بخشش اور برکت کی دعا کرے۔"(4)اور جب اس کی نسبت انسانوں کے علاوہ عام چرند پرند کی طرف ہو تو پھر اس سے مراد: اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تنزیہ اور تقدیس بیان کرنا اور کسی بھی طریقے سے اللہ تعالیٰ کی عبادت بجالاناہے۔ارشاد ربانی ہے:{أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرُ صَافَّاتٍ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ}[11] "کیا تم نے نہیں دیکھا کہ آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہیں اللہ ہی کی (حمدو) تسبیح کرتے ہیں،اور وہ پرندے بھی جو پر پھیلائے ہوئے اڑتے ہیں۔ ہر ایک کو اپنی نماز(عبادت) اور اپنی تسبیح کا طریقہ معلوم ہے"۔ اللہ تعالی کی طرف سے یا فرشتوں اور مسلمانوں کی طرف سے رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنے کا مطلب کیاہے،اس کی وضاحت درج ذیل ہے:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اکرم ﷺ پر درود بھیجنا

اللہ جل شانہ کی جانب سے درود بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ پر بے انتہا شفیق اور مہربان ہے ، آپ ﷺ پر اپنی رحمتیں نازل فرماتا ہے اور تمام کاموں میں برکت دیتا ہے ، فرشتوں کے سامنے ان کی مدح و ثناء اور تعریف وتوصیف فرماتاہے، آپ ﷺ کے مقام محبوبیت، شرف اور عزت و عظمت کو نمایاں کرتا ہے ،اورآپ ﷺ کا قدر دان ہونے کے ساتھ ساتھ تعظیم اور عزت و تکریم میں اضافہ فرماتاہے، ہر دم اور ہر لحظہ آپ ﷺ کی شان، درجات اور نام کو رفعت و بلندی عطافرماتاہے۔

فرشتوں یا مسلمانوں کی طرف سے رسول اکرم ﷺ پر درود بھیجنا

فرشتوں یا مسلمانوں کے درود بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ بارگاہ الہی میں آپ ﷺ پر انزالِ رحمت وبرکت، زیادتیِ اجر وثواب، رفع ذکر ودرجات اور حضور ﷺ کے شایان شان معاملہ وبرتاؤ کرنے کی دعاءاور درخواست کرتے ہیں اور خود بھی آپ ﷺ کی مدح وثناء، عزت و تکریم کرتے ہیں اور تعظیم بجالاتے ہیں۔ابن الاثیرؒ اس کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں: فأمَّا قَوْلُنَا: اللَّهمَّ صَلِّ عَلَى محمَّد فَمَعْنَاهُ: عظِّمْه فِي الدُّنْيَا بإعْلاء ذِكْرِه، وإظهارِ دَعْوته، وَإِبْقَاءِ شَرِيعَتِهِ، وَفِي الْآخِرَةِ بتَشْفِيعه فِي أمَّته، وَتَضْعِيفِ أجْره ومَثُوبَته."[12]جب ہم" اللَّهمَّ صَلِّ عَلَى محمَّد"کہتے ہیں تو اس کا مطلب ہوتاہے کہ: اے اللہ تعالی آپ رسول اللہ ﷺ کو دنیا میں بلند اور عظیم مرتبہ عطافرمائیں ان کے نام اور ذکر کو سب سے اونچا فرمائیں۔

صلاۃ کی خصوصیت ومعنویت

آپ ﷺ کی زندگی میں صلاۃ کے تین عظیم مظاہر بڑے نمایاں ہیں۔صلاۃ کا بنیادی معنی رحمت ہے اور اللہ نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بناکر بھیجاہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:{وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ}[13]اور(اے پیغمبر)ہم نے تمہیں سارے جہانوں کے لیے رحمت ہی رحمت بناکر بھیجاہے۔جب کفار نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اگر ہم باطل پر ہیں تو ہم پر عذاب نازل فرماتو ان کی اس دعا کو اس لیے رد کر دیا گیا کہ ان میں آپ ﷺ تشریف رکھتے ہیں اور ان کے وجود مسعود

کے ہوتے ہوئے کفار پر بھی کسی صورت میں عذاب استیصال نہیں آسکتا۔ یہ آپ ﷺ کی عظیم صفت رحمت کا مظہر ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے صرف ایک دعا کو مقبول بنایا ہے اور وہ ہے آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجنا جو ہر حال میں بارگاہ الٰہی میں قبول ہوتا ہے اور کسی صورت بھی رد نہیں ہوتا اس لیے جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ پر درود بھیجتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک درود کے بدلے میں دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ حضرت ابوبردہ بن نیار[14] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:«مَنْ صَلَّى عَلَيَّ مِنْ أُمَّتِي صَلَاةً مُخْلِصًا مِنْ قَلْبِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَرَفَعَهُ بِهَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ وَكَتَبَ لَهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَمَحَا عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ»[15] میرے امتی میں سے جو بھی اپنے دل کے اخلاص کے ساتھ مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور دس درجات بلند فرماتا ہے مزید یہ کہ دس نیکیاں عنایت فرماتے ہیں اور دس گناہ مٹاتے ہیں"۔ ضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں آپ پر بکثرت درود بھیجتا ہوں لہذا اس کے لئے کتنا وقت مقرر کروں آپ ﷺ نے فرمایا جتنا چاہو میں نے عرض کیا اپنی عبادت کے وقت کا چوتھا حصہ مقرر کرلوں آپ نے فرمایا جتنا چاہو کرلو لیکن اگر اس سے زیادہ کرو تو بہتر ہے میں نے عرض کیا آدھا وقت آپ ﷺ نے فرمایا جتنا چاہو لیکن اس سے بھی زیادہ بہتر ہے میں نے عرض کیا دو تہائی وقت آپ نے فرمایا جتنا چاہو لیکن اگر اس سے بھی زیادہ کرو تو بہتر ہے میں نے عرض کیا تو پھر میں اپنے وظیفے کے پورے وقت میں حضور پر درود پڑھا کروں گا رسول اللہ نے فرمایا:إِذًا تُكْفَى هَمَّكَ، وَيُغْفَرُ لَكَ ذَنْبُكَ»[16] «هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ» پھر اس سے تمہاری تمام فکریں دور ہوجائیں گی اور تمہارے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔ درود شریف پڑھنا اصل میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا ہے اور دعا کی دو قسمیں ہیں: (الف) اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کرنا کہ اے اللہ میری حاجتیں پوری فرما اور میری پریشانیاں دور فرما۔ باالفاظ دیگر اللہ تعالیٰ سے اپنی محبوبات اور مرضیات کی تکمیل اور مکروہات سے بچنے کا سوال کرنا ہے۔ (ب) اللہ تعالیٰ سے یہ دعا اور سوال کرنا ہے کہ اے اللہ آپ اپنے خلیل اور محبوب کی تعریف وتوصیف فرمائیں ان کے مقام ومرتبہ عزت وعظمت اور ان کے نام وشان کو رفعت وبلندی عطا فرمائیں۔

یقیناً یہ دعا اللہ اور اس کے رسول ﷺ دونوں کو محبوب ہے تو حضور ﷺ پر درود پڑھنے والا اپنی محبوبات اور خواہشات کو پس پشت ڈال کر اللہ تعالیٰ سے اس چیز کی دعا اور طلب کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو محبوب ہے اور وہ صلاۃ وسلام ہے۔ پس جس مسلمان نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے محبوب شخص اور چیز کو اپنے محبوب شخص اور چیز پر ترجیح دی اللہ تبارک وتعالیٰ اسے بھی باقی تمام انسانوں پر ترجیح دے کر اسے اپنا محبوب بنالیں گے اور اس کے تمام محبوبات ومرغوبات کو بن مانگے پورا فرمادیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا اصول ہے الجزاء من جنس العمل جس طرح کی نیکی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح کا بدلہ عنایت فرماتے ہیں۔ درود شریف پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کے ساتھ شکر بھی ہوتا ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے اس عظیم احسان کا شعور اور ادراک ہے جو اس نے ہماری طرف محمد ﷺ جیسے انسان کامل اور محبوب پیغمبر کو مبعوث فرماکر کیا ہے۔

اس لیے درود شریف نہ پڑھنا انتہائی ناشکری، ناسپاسی، محرومی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری اور بدبختی کا سبب ہے جس پر سخت وعید آئی ہے، مسلمان کو درود شریف نہ پڑھنے کی غلطی کسی صورت نہیں کرنی چاہیے۔ حضرت ابوہریرہ نے آپ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے:« رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ»[17] "ناکام ونامراد ہوا وہ شخص جس کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ میرے اوپر درود نہ پڑھے"۔ حضرت حسین رضی اللہ نے آپ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے:«البَخِيلُ

الَّذِي مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ»[18] "جس کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ درود نہ پڑھے تو وہ بخیل ہے "۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:«مَنْ نَسِيَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ خَطِئَ طَرِيقَ الْجَنَّةِ"» [19] "جو میرے اوپر درود پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا"۔ اس لیے جب بھی حضور ﷺ کا ذکر ہو یا نام نامی سُنا اور لکھا جائے تو اس موقعہ پر بارگاہ نبوی میں ہدیہ درود ضرور پیش کرنا چاہیے۔

سلام کا لغوی معنی ومفہوم

ابن فارسؒ اس کے اصل مادہ اور معنی کے متعلق تحریر کرتے ہیں:(سَلِمَ) السِّينُ وَاللَّامُ وَالْمِيمُ مُعْظَمُ بَابِهِ مِنَ الصِّحَّةِ وَالْعَافِيَةِ ؛وَيَكُونُ فِيهِ مَا يَشِذُّ، وَالشَّاذُّ عَنْهُ قَلِيلٌ، فَالسَّلَامَةُ: أَنْ يَسْلَمَ الْإِنْسَانُ مِنَ الْعَاهَةِ وَالْأَذَى. (20) سین، لام اور میم کا مادہ اصلیہ زیادہ طور پر صحت، عافیت اور تندرستی کے معنی پر دلالت کرتا ہے، اس کے علاوہ کسی اور چیز کے لیے اس کا استعمال شاذونادر ہے۔ پس "السلامۃ "کا معنی ہے انسان کا بیماری اور معذوری سے صحیح وسالم ہونا۔ امام راغب اصفہانیؒ اس کے معنی کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: السِّلْمُ والسَّلَامَةُ: التّعري من الآفات الظاهرة والباطنة، قال تعالى: {بِقَلْبٍ سَلِيمٍ}[21]،أي: متعرّ من الدّغل، فهذا في الباطن،وقال تعالى: {مُسَلَّمَةٌ لَا شِيَةَ فِيهَا}[22] فهذا في الظاهر-السِّلْمُ اور السَّلَامَةُ: کے مادہ کا مطلب ہے کہ ظاہری اور باطنی عیوب اور گندگیوں سے خالی اور صاف ہونا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: بِقَلْبٍ سَلِيمٍ: ایسا دل جو آفات، عیوب، حسد، کینہ اور نقائص سے پاک وصاف ہو، یہ اس کا باطنی معنی ہوا۔ دوسری آیت کریمہ میں ارشاد ہے: مُسَلَّمَةٌ لا شِيَةَ فِيها:اس سے مراد ظاہری طور پر بنی اسرائیل کی اس گائے کا عیوب ونقائص سے پاک وصاف ہونا ہے۔

سلام کا شرعی معنی ومفہوم

قاضی بیضاویؒ سورۃ الاحزاب کی آیت:{يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا}[23] میں وَسَلِّمُوا تَسْلِيماً کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں:وقولوا السلام عليك أيها النبي، وقيل وانقادوا لأوامره. (24) تم کہو اے نبی تم پر سلامتی ہو اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ تم اسی کے احکام کی اطاعت وفرمانبرداری کرو۔ تو سلام کا شرعی مفہوم یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے ہر طرح آفات، نقائص اور عیوب سے محفوظ رہنے کی دعا کرنا جسے اردو زبان میں سلامتی کہا جاتا ہے یعنیسلامتی کی دعا کرنا اور مکمل طور پر دل وجان سے ان کا ساتھ دینا اور ان کی مخالفت سے پرہیز کرنا اور ان کا سچا مطیع وفرمانبردار بن کر رہنا۔

قاضی عیاضؒ اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:وَفِي معني السَّلَام عَلَيْه ثَلَاثَة وُجُوه: أحدها السَّلَامَة لَكَ وَمَعَكَ، وَيَكُون السَّلَام مَصْدَرًا كَاللَّذَاذ وَاللَّذَاذَة.الثَّانِي أي السَّلَام عَلَى حِفْظَك وَرِعَايَتك مُتَوَلّ لَه وَكَفِيل بِه وَيَكُون هنا السَّلَام اسم اللَّه. الثَّالِث أَنّ السَّلَام بِمَعْنَي الْمُسَالمة لَه والانْقِيَاد كَمَا قَال (فَلا وَرَبِّكَ لا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا).(25) سلام کا لفظ تین معنی رکھتا ہے (1) ایک ہر طرح کی آفات اور نقائص سے محفوظ رہنا جس کے لئے ہم اردو میں سلامتی کا لفظ بولتے ہیں۔ (2) دوسرا آپ کی حفاظت اور رعایت وتربیت کا ذمہ دار اور آپ کا متولی، ذمہ دار وکفیل، اس معنی میں السلام یہاں اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ (3) تیسرا اطاعت وفرمانبرداری اور عدمِ مخالفت؛ پس نبی ﷺ کے حق میں سَلِّمُوا تَسْلِيماً کہنے کا ایک مطلب یہ ہے کہ تم ان کے حق میں کامل سلامتی کی دعا کرو، دوسرا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا کامل ومکمل ذمہ

دار ہے اور تیسرا معنی یہ ہے کہ تم پوری طرح دل وجان سے ان کا ساتھ دو، ان کی مخالفت سے پرہیز کرو، اوران کے سچے فرمانبردار بن کر رہو اور یہی معنی اس آیت کریمہ فَلا وَرَبِّكَ لا يُؤْمِنُونَ میں مراد ہے۔[26]

سلام کی خصوصیت و معنویت

سلام کا آپ ﷺ کی زندگی میں ظاہری و معنوی دونوں طور پر بہت بڑا اثر ہے۔ آپ ﷺ کی تعلیمات ہی کی وجہ سے پوری دنیا میں امن وسلامتی آئی۔ خود آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں آپ کے وجود کو اللہ تعالیٰ نے سلامتی کا سبب بنایا اور بعد از وصال اللہ تبارک وتعالیٰ نے امت کو آپ ﷺ کی برکت سے استغفار جیسی عظیم نعمت سے سرفراز فرمایا، امت جب تک استغفار کرتی رہے گی اللہ تبارک وتعالیٰ کے عذاب سے محفوظ رہے گی۔ چنانچہ حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:«أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيَّ أَمَانَيْنِ لِأُمَّتِي {وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ}[27] فَإِذَا مَضَيْتُ تَرَكْتُ فِيهِمُ الِاسْتِغْفَارَ إِلَى يَوْمِ القِيَامَةِ»[28]"اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لئے دو امانیں مجھ پر نازل فرمائیں{اور (اے پیغمبر) اللہ ایسا نہیں ہے کہ ان کو اس حالت میں عذاب دے جب تم ان کے درمیان موجود ہو، اور اللہ اس حالت میں بھی ان کو عذاب دینے والا نہیں ہے جب وہ استغفار کرتے ہوں} پھر جب میں دنیا سے چلا جاؤں گا تو قیامت تک کے لئے تمھارے درمیان استغفار چھوڑ جاؤں گا۔" حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے:« كَانَ فِيهِمْ أَمَانَانِ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَالِاسْتِغْفَارُ ، قَالَ: فَذَهَبَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَقِيَ الِاسْتِغْفَارُ»[29] رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دو امانیں تھیں: ایک رسول اللہ ﷺ کا وجود گرامی اور دوسرا استغفار، اب آپ ﷺ کے وصال کے بعد صرف ایک امان باقی رہ گئی ہے اور وہ ہے استغفار۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص سلامتی، عافیت، صحت و تندرستی، دنیا و آخرت کی سعادتیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت وبرکت کا نزول چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ رسول اکرم ﷺ اور آپ کی آل پر کثرت کے ساتھ درود وسلام پیش کرے۔

صلاۃ وسلام کے ماثور و مسنون منتخب الفاظ، مفہوم اوران کی خصوصیت و معنویت

صلاۃ وسَلام در حقیقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات کے لیے کی جانے والی بہت ہی اعلیٰ واشرف درجے کی دعاء ہے جو ایک سچا و مخلص مسلمان رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی سے اپنی ایمانی وابستگی و وفاداری اور محبت و عقیدت کے اظہار کے لیے کرتا ہے۔ اس خصوصی اور اہم دعاء کے الفاظ ہمیں خود نبیٔ کریم ﷺ نے سکھائے ہیں، ان میں سے بعض منتخب الفاظ کو یہاں تحریر کرکے پھر ان میں موجود آپ ﷺ کے ہر ذاتی یا صفاتی نام کے مفہوم اور خصوصیت و معنویت کو اجاگر کیا جاتا ہے۔

1-اسم محمد، مفہوم اور خصوصیت و معنویت

حضرت عبد الرحمن بن ابی لیلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ ملے اور کہنے لگے کیا میں تمہیں وہ چیز بطور ہدیہ

نہ دوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ میں نے کہا کیوں نہیں، ضرور دو، کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو بتادیا ہے ہم آپ پر اور اہل بیت پر درود کیسے بھیجیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان الفاظ میں درود بھیجا کرو:«اللَّهُمَّ

صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيد. »[30] یااللہ محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور آل محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر اسی طرح رحمت بھیج جس طرح تونے ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمت بھیجی ہے، تعریف اور بزرگی تیرے ہی لیے ہے۔ یااللہ محمد اور آل محمد پر اسی طرح برکت نازل فرما جس طرح تونے ابراہیم اور آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی توبزرگ ہے اور اپنی ذات میں آپ محمود یعنی تعریف کئے گئے ہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے (درود سے متعلق) پوچھا تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: «صَلُّوا عَلَيَّ وَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ، وَقُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ »[31] مجھ پر درود بھیجا کرو اور دعا میں اسے لازم کرلو اور یوں کہو، اے اللہ محمد اور آل محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر اپنی رحمتیں نازل فرما۔"

ان دونوں صحیح احادیث میں اسم محمد کے ساتھ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر درود (**صلاۃ**) بھیجنے کا حکم ہے۔ محمد "تحمید" باب تفعیل کے مصدر سے اسم مفعول کا صیغہ ہے، جس میں مبالغہ کے معنی پائے جاتے ہیں، یعنی بہت زیادہ تعریف کیا ہوا۔ یہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا ذاتی نام ہے جیسے لفظ اللہ "ہمارے خالق ومالک رب العالمین کا ذاتی نام اور باقی سب صفاتی نام ہیں۔ اسی طرح نبیؐ اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے اسماء ذات صرف دو ہیں: محمد اور احمد۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اسم محمد کو چار جگہ اور اسم احمد کو ایک جگہ ذکر فرمایا ہے۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا اسم گرامی زمین پر محمد اور آسمان پر احمد ہے، یہی وجہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آسمانی الاصل ہونے کی وجہ سے بنی اسرائیل کو رسول اللہ کا تعارف احمد کے نام سے کرایا اور آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی آمد کی بشارت سنائی ارشاد باری تعالیٰ ہے:{وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ}[32] "اور اس رسول کی خوشخبری دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا، جس کا نام احمد ہے۔" علامہ ابن قیم جوزیہ محمد نام کی تحقیق میں لکھتے ہیں: وَيُقَال حُمِدَ فَهُوَ مُحَمَّد كَمَا يُقَال علم فَهُوَ معلم وَهَذَا عَلَمٌ وَصِفَةٌ اجْتمع فِيهِ الْأَمْرَانِ فِي حَقه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وَإِن كَانَ علما مَحْضا فِي حق كثير مِمَّن تسمى بِهِ غَيره [33] کہا جاتا ہے: اس کی حمد کی گئی تو وہ محمد ہے۔ جس طرح کہا جاتا ہے: اس نے تعلیم دی تو وہ معلم ہے۔ لہٰذا یہ لفظ محمد عَلَم نام بھی ہے اور صفت بھی اور آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے حق میں یہ دونوں چیزیں جمع ہیں۔ محمد میں وصفیت عَلَمِیّت کے منافی نہیں ہے بلکہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے لیے ان دونوں معنوں کا قصد کیا جاتا ہے، جبکہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے سوا کسی دوسرے کا نام ہو تو اس میں صرف عَلَمِیّت کا اعتبار ہوگا)۔ تقریباً اسی سے ملتی جلتی بات ملا علی قاریؒ نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں تحریر کی ہے، وہ فرماتے ہیں: قُصِدَ بِهِ الْمَعْنَى الْوَصْفِيُّ دُونَ الْمَعْنَى الْعِلْمِيِّ، وَلَمْ أَرَ مَنْ ذَكَرَهُ.[34] (جب حضرت جبرائیل نے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو (حدیث جبریل میں) یا محمد کہا تو اس سے لفظ محمد کے وصفی معنی کا ارادہ کیا نہ کہ عَلَمی (نام کے) معنی کا، ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ یہ توجیہ میری اپنی ہے میں نے کسی اور جگہ نہیں دیکھی۔) رسول اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ذات میں غور کریں تو معلوم ہوگا کہ کس طرح تمام کے تمام محامد کامل ترین اور خوبصورت ترین شکل میں آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ذات گرامی میں جمع ہیں جو بھی کریم، محمود، خلق ہے وہ نبیؐ اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ذات میں مکمل صورت میں موجود ہے اور جو بھی عمدہ اور اچھی خصلت ہے وہ کامل اور حسین ترین انداز میں آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ میں پائی جاتی ہے؛ اس لیے اسم محمد کے سوا کوئی نام بھی ان صفات کریمہ کا کسی صورت میں جامع ہو سکتا ہے اور نہ ہی آپ کی عظیم اور مثالی شخصیت کے ساتھ جچتا ہے، شائید یہی وجہ ہو کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر درود وسلام بھیجنے کے لیے مستند ترین الفاظ میں اسم محمد ہی وارد ہوا ہے۔ واللہ اعلم

2-اسم الرسول، مفہوم اور خصوصیت و معنویت

حضرت فاطمہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے: «بِاسْمِ اللَّهِ، وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ" وَإِذَا خَرَجَ قَالَ: "بِاسْمِ اللَّهِ، وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ فَضْلِكَ. »[35]" اللہ کے نام سے مسجد میں داخل ہوتا ہوں اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ پر سلام ہو، اے اللہ میرے گناہ معاف فرما اور اپنی رحمت کے دروازے میرے لیے کھول دے"۔جب مسجد سے باہر نکلتے تو یہ کلمات ادا فرماتے " اللہ کے نام سے مسجد سے نکلتا ہوں اللہ کے رسول پر سلام ہو اے اللہ میرے گناہ معاف فرما اور اپنے فضل کے دروازے میرے لیے کھول دے۔ سلام کے لیے آپ ﷺ نے اس حدیث میں لفظ رسول اللہ استعمال کیا ہے۔ قاضی عیاضؒ رسول کے لغوی و شرعی معنی و مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:" وَأَمَّا الرَّسُولُ فَهُوَ الْمُرْسَلُ، وَلَمْ يَأْتِ فَعُولٌ بِمَعْنَى مُفْعَلٍ فِي اللُّغَةِ إِلَّا نَادِرًا.. وَإِرْسَالُهُ أَمْرُ اللَّهِ لَهُ بِالْإِبْلَاغِ إِلَى مَنْ أَرْسَلَهُ إِلَيْهِ" [36]" رسول کا لغوی معنی مُرسَل یعنی بھیجا ہوا ہے اور لغت میں فعُولٌ کا وزن مُفْعَل کے معنی میں شاذ و نادر ہی استعمال ہوتا ہے، رسالت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے جن لوگوں کی طرف بھیجا ہے ان تک اس کے احکام پہنچا دے۔ یہ تتابع سے مشتق ہے جس کا مطلب پے در پے اور لگاتار ہے؛ اسی لئے جَاءَ النَّاسُ أرسالا کا مطلب یہ نہیں لیتے کہ ایک دوسرے کا تابع ہوا بلکہ اس کا صحیح معنی یہ ہے کہ ایک کے بعد دوسرا آیا۔ لہذا رسول پر یہ لازم ہوتا ہے کہ وہ امت کو بار بار تبلیغ کرے....اور امت کے لئے ضروری ہے کہ اس کا اتباع کرے۔"علامہ سعد الدین تفتازانی رسول کی اصطلاح شریعت میں تعریف کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:" والرسول:إنسان بعثه الله تعالى إلى الخلق لتبليغ الأحكام. وقد يشترط فيه الكتاب، بخلاف النبي فانه أعم"[37] رسول وہ انسان ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی طرف شریعت کے احکام کی تبلیغ کرنے کے لئے بھیجا ہوتا ہے اور کبھی اس میں یہ شرط بھی لگائی جاتی ہے کہ اسے کتاب بھی دی گئی ہو، بخلاف نبی کے کیونکہ وہ عام ہے اس میں کتاب اور تبلیغ کی کوئی شرط نہیں ہے۔ علامہ ابن ابی العز الحنفیؒ رسول کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:"هو الذي أوحى الله إليه بِخَبَرِ السَّمَاءِ وأمره بتبليغه للناس، وَإِنْ لَمْ يَأْمُرْهُ أَنْ يُبَلِّغَ غَيْرَهُ، فَهُوَ نَبِيٌّ وَلَيْسَ بِرَسُولٍ. فَالرَّسُولُ أَخَصُّ مِنَ النَّبِيِّ، فَكُلُّ رَسُولٍ نَبِيٌّ، وَلَيْسَ كُلُّ نَبِيٍّ رَسُولًا" [38] رسول وہ وہ ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آسمانی خبروں کی وحی کی ہو اور اسے یہ حکم دیا ہو کہ وہ یہ وحی آگے لوگوں تک پہنچائے اور تبلیغ کرے، اگر اسے دوسروں کو تبلیغ کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے نہ دیا ہو تو وہ نبی ہے نہ کہ رسول پس رسول نبی سے زیادہ اخص ہے کیونکہ ہر رسول نبی ہوتا ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔

حضرت آدم علیہ السلام سے آپ ﷺ تک کل کتنے رسل آئے، ان کی تعداد کے متعلق امام عبد القاہر بغدادیؒ فرماتے ہیں: "وأجمعوا على أن الرسل منهم ثلاثمائة وثلاثة عشر "[39]" تمام علماء کرام کا اتفاق و اجماع ہے کہ انبیاء علیہم السلام میں سے رسولوں کی کل تعداد تین سو تیرہ (313) ہیں"۔ اللہ نے نبیٔ کریم ﷺ کے لیے قرآن کریم میں مختلف مقامات پر رَسولُ اللہ اور الرَّسُولُ کے الفاظ استعمال کیے ہیں جیسے:{مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ } **40** محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں، وہ کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں (اور) آپس میں ایک دوسرے کے لیے رحم دل ہیں۔ اور {يَاأَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ}**41** اے رسول! جو کچھ

تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے اس کی تبلیغ کرو۔ علامہ آلوسیؒ اور دیگر مفسرین اس بابت تحریر کرتے ہیں: ناداه ب يا أَيُّهَا النَّبِيُّ ويا أَيُّهَا الرَّسُولُ لعلو مقامه ورفعة شأنه إذ هو الخليفة الأعظم ، والسر في إيجادآدم.[42] (اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کی تعظیم و تکریم اور اظہار شان کے لیے وصف نبوت یا وصف رسالت سے ذکر کیا ہے اور نام لے کر کسی جگہ ندا نہیں دی (جس طرح باقی انبیاء علیہم السلام کو دی ہے)، یہ آپ علیہ السلام کی علو شان اور عظمت کی دلیل ہے کیونکہ آپ زمین پر اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے خلیفہ اور تخلیق آدم کے سربستہ راز ہیں۔

3-اسم النبی، مفہوم اور خصوصیت و معنویت

حضرت ابو ہریرۃ نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے: « مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَكْتَالَ بِالْمِكْيَالِ الْأَوْفَى إِذَا صَلَّى عَلَيْنَا أَهْلَ الْبَيْتِ فَلْيَقُلِ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ وَأَزْوَاجِهِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ».[43] جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ جب وہ ہمارے گھرانے پر درود پڑھا کرے اور اس کا ثواب بہت بڑے پیمانے میں ناپا جائے تو وہ ان الفاظ کے ساتھ درود پڑھا کرے: «اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ وَأَزْوَاجِهِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ» اس کا ترجمہ ہے: اے اللہ آپ محمد نبیٔ کریم ﷺ پر درود شریف بھیجئے اور ان کی بیویوں پر جو سارے مسلمانوں کی مائیں ہیں اور آپ ﷺ کی اولاد پر اور آپ ﷺ کے گھرانے پر جیسا کہ آپ نے درود بھیجا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھرانے پر بے شک آپ حمد و تعریف کے مستحق ہیں اور عظمت و بزرگی والے ہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: «إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ فَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا، وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ فَإِنَّكُمْ إِذَا قُلْتُمُوهَا أَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ لِلَّهِ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. »[44] "اللہ ہی سلام ہے جب تم نماز پڑھو تو کہو، تمام زبانی، جسمانی اور مالی عبادات اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں۔ اے نبی ﷺ آپ پر اللہ کا سلام اور اس کی رحمتیں اور برکتیں ہوں ہم پر بھی اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر بھی سلام۔ جب تم یہ کہو گے تو یہ الفاظ اللہ کے تمام نیک بندوں کو پہنچیں گے چاہے وہ آسمان میں ہوں یا زمین میں، میں گواہی دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔"

درود وسلام کے ان مشہور الفاظ میں آپ ﷺ کے صفاتی نام **النَّبِيّ** اور صفت نبوت کو نمایاں کیا گیا ہے۔

نبی کا مفہوم

لغت کے اعتبار سے لفظ "نبی" کا اشتقاق "نبو" سے ہے یا "نبأ" سے ہے، اس حوالے سے علامہ سخاویؒ فرماتے ہیں: "والكلمة أما من النبأ وهو الخبروالمعنى أن الله تعالى أطلعه على غيبه وأعلمه أنه نبيه ، وقيل اشتقاقه من النبوة وهي الرفعة سمي به لرفعة محله." [45] "یہ لفظ نبی یا نبأ سے مشتق ہے جس کا معنی خبر ہے اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے غیب کی اطلاع دی اور اسے بتایا کہ وہ اس کا نبی ہے۔ بعض کے نزدیک لفظ نبی مشتق ہے نبوۃ سے جس کا معنی ہے بلند چیز تو نبوت بھی نبی کے لئے رفعت اور بلندی اور تشریف و تعظیم کا سبب ہے۔ ابن منظورؒ لفظ "نبی" کے معنی و مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے امام کسائیؒ کا قول نقل کرتے ہیں: "وقال الكسائي النَّبِيُّ الطَّرِيقُ والأَنْبِياء طُرُق

الهُدَى." 46"امام کسائیؒ فرماتے ہیں کہ نبی کے معنی راستہ ہے اور انبیاء علیہم السلام ہدایت کے راستے ہوتے ہیں۔" اگر نبی بمعنی طریق اور راستہ کے ہو تو اس کا معنی و مفہوم یہ ہوگا کہ نبی ہی اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا واحد صحیح راستہ اور ذریعہ ہوتا ہے اور دنیا وآخرت کی کامیابی کا راستہ نبی ہی کی ذات گرامی ہوتی ہے۔ نبوت کے مفہوم کی وضاحت سے نبی کا مفہوم زیادہ واضح ہو جائے گا، امام راغب اصفہانیؒ نبوت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:"النُّبُوَّةُ: سِفَارَةٌ بين الله وبين ذوي العقول من عباده لإزاحة عللهم في أمر مَعادِهم ومَعاشِهم." 47" نبوت اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں (ذوي العقول) کے درمیان پیغام رسانی کا نام ہے جس سے ان کی دنیا اور آخرت کی بیماریاں دور ہوتی ہیں۔" امام جرجانیؒ نبی کی اصطلاحی وشرعی تعریف کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:"النبي: من أوحي إليه بملك، أو أُلهم في قلبه، أو نبه بالرؤيا الصالحة، فالرسول أفضل بالوحي الخاص الذي فوق وحي النبوة؛ لأن الرسول هو من أوحى إليه جبرائيل خاصة بتنزيل الكتاب من الله.[48]" نبی وہ (منتخب اور چنا ہوا انسان) ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتہ کے ذریعہ وحی کی گئی ہو یا اس کے دل میں الہام کیا گیا ہو، یا اچھے خوابوں کے ذریعہ اسے تنبیہ کی گئی ہو۔ رسول کی طرف چونکہ خاص وحی کی جاتی ہے جو کہ نبوت کی وحی سے برتر ہوتی ہے اس لیے رسول زیادہ افضل ہوا کیونکہ رسول کی طرف جبریل امین خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتاب نازل کرنے کی وحی کرتے ہیں۔

نبی اور رسول کے مفہوم میں فرق

قاضی عیاضؒ اس حوالے سے علمائے کرام کے اختلاف کا ذکر کرنے کے بعد، نبی اور رسول میں فرق کو واضح کرتے ہوئے اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:" وَالصَّحِيحِ وَالَّذِي عَلَيْهِ الْجَمَّاءُ الْغَفِيرُ أَنَّ كُلَّ رَسُولٍ نَبِيّ وَلَيْسَ كُلُّ نَبِيّ رَسُولًا وَأَوَّلُ الرُّسُلِ آدَمُ وآخِرُهُمْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔[49]" "سب سے صحیح نظریہ، جس پر امت محمدیہ کا جم غفیر ہے یہ ہے کہ ہر رسول نبی ہوتا ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں ہوتا اور سب سے پہلے رسول ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخری رسول سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ہے"۔ اس حوالے سے سب سے بہترین اور دلچسپ رائے امام ابن تیمیہؒ کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اور نبی میں خاص اور عام ہونے کے علاوہ اصل فرق یہ ہے کہ نبی کو عام لوگوں کی اصلاح کے لیے مبعوث کیا جاتا ہے، اسے دشمنوں کے ساتھ مقابلہ کرنے کا حکم نہیں ہوتا جبکہ رسول کو تبلیغ کے ساتھ دشمنوں اور کافروں کے ساتھ مقابلہ اور جہاد وقتال کرنے کا بھی حکم ہوتا ہے خواہ وہ صاحب کتاب ہو یا نہ ہو، اور یہی صحیح بات ہے؛ کیونکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام رسول تھے مگر صاحب کتاب نہ تھے، ان کے متعلق اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتے ہیں: {وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا}[50] "اور اس کتاب میں اسماعیل کا بھی تذکرہ کرو۔ بیشک وہ وعدے کے سچے تھے اور رسول و نبی تھے۔" چنانچہ ابن تیمیہؒ رسول اور نبی کی اصطلاحی تعریف اور ان دونوں میں فرق کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:" إن الرسول هو الذي ينبئه الله تعالى ثم يأمره بتبليغ رسالته إلى من خالف أمره أي إلى قوم كافرين منكرين.أما النبي فهو من أوحى الله إليه وأخبره بأمره ونهيه وخبره، ويعمل بشريعة رسول قبله بين قوم مؤمنين" [51]نبی وہ ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ غیب کی خبریں دے کر مبعوث فرماتے ہیں تاکہ وہ لوگوں کو اس کی اطلاع دیں اور اللہ تعالیٰ جب کسی کو یہ حکم دیں کہ وہ اس کا حکم کافروں تک بھی پہنچائیں اور انہیں تبلیغ کریں تو وہ رسول ہوتا ہے اور اگر اسے کافروں کی تبلیغ کا حکم نہیں دیا گیا تو وہ نبی ہے جو اہل ایمان میں سابقہ شریعت کی تبلیغ کرتا

ہے۔انبیاءورسل علیہم السلام کی تعداد کے حوالہ سے الغزنوی الحنفیؒ فرماتے ہیں:"وَجُمْلَة الْأَنْبِيَاءعَلَيْهِم السَّلَام كَانُوا مئة ألف نَبِي وَعشْرين ألف نَبِي وَأَرْبَعَة آلَاف الرُّسُل مِنْهُم ثَلَاث مئة وَثَلَاثَة عشر"[52] انبیاء کی کل تعداد 1،24،000 ہے اور ان میں رسل کی تعداد تین سو تیرہ (313) ہیں"۔اس لیے صحیح بات یہی ہے کہ رسول اور نبی میں فرق ہے۔ اللہ نے نبیٔ کریم ﷺ کے لئے مختلف مقامات پر النَّبِيّ کا لفظ استعمال کیا ہے، جیسے:{يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ}[53] "اے نبی!تمہارے لیے تو بس اللہ اور وہ مومن لوگ کافی ہیں جنہوں نے تمہاری پیروی کی ہے۔" اسی طرح دوسری آیت کریمہ میں ہے{يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ}[54] "اے نبی! مومنوں کو جنگ پر ابھارو۔"

نبوت روحانیت کے درجات و مراتب میں سب سے افضل ترین مقام و مرتبہ ہے جس میں انسان خالق کائنات سے براہِ راست فیض اور علم حاصل کرتا ہے اور پھر اس نور اور روشنی سے دیگر انسانوں کے قلوب کو منور کرتا ہے۔ آپ ﷺ کے شرف اور عظمت کے لیے یہی کافی ہے کہ آپ کی بعثت کے بعد نبوت کے تمام کمالات کو آپ ﷺ کی ذات پر ختم کرکے منصب نبوت ہی کو ختم کردیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے : {مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ}[55] (مسلمانو!) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں، اور تمام نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں۔

خلاصہ ونتائج تحقیق

1. **صلاۃ** کا بنیادی معنی ہے: "دعاء کرنا"، شریعت میں اس کا استعمال نماز کے لیے اور اللہ تعالیٰ سے رسول اللہ ﷺ پر رحمت وبرکت نازل فرمانے اور نوازشات وعنایات کرنے کی دعاء اور درخواست ہے۔
2. رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی تمام جہانوں کے لیے رحمت اور اللہ تعالیٰ کی عنایات، رحمت وبرکت کے نزول اور عذاب الٰہی ٹالنے کا ذریعہ ہے۔
3. **سلام** کا لغوی معنی ہے: ظاہری و باطنی عیوب اور گندگیوں سے خالی وصاف ہونا اور اس کا شرعی معنی؛ رسول اللہ ﷺ کے لئے ہر طرح کی آفات، نقائص وعیوب سے محفوظ رہنے اور سلامتی کی دعا کرنا اور مکمل طور پر دل وجان سے ان کا ساتھ دینا، مخالفت سے پرہیز کرنا اور ان کا سچا مطیع وفرمانبردار بن کر رہنا ہے۔
4. رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات ہی کی وجہ سے پوری دنیا میں امن وسلامتی آئی۔ خود آپ ﷺ کے وجود اور موجودگی کو اللہ تعالیٰ نے کفار تک کے لیے سلامتی کا سبب بنایا۔ بعد از وصال بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے امت کو آپ کی برکت سے استغفار جیسی عظیم نعمت عطا فرمائی، امت جب تک استغفار کرتی رہے گی اللہ تبارک و تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ رہے گی۔
5. محمد آپ ﷺ کا ذاتی نام اور عَلَم ہے اس میں وصفیت اور عَلَمِیّت دونوں کا اعتبار ہے، یہ تحمید مصدر سے اسم مفعول ہے، اس کو وصفیت سے عَلَمِیّت کی طرف بطور مبالغہ نقل کیا گیا ہے، خصال حمیدہ کی کثرت کے سبب آپ ﷺ کا نام محمد رکھا گیا۔

6. اسم محمد رسول اکرم ﷺ کی ذات کے تمام محامد و محاسن کا جامع ہے اور آپ کی عظیم و مثالی شخصیت کے ساتھ جچتا ہے، شائید یہی وجہ ہو کہ آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کے لیے مستند ترین الفاظ میں اسی محمد نام کا انتخاب کیا گیا۔ واللہ اعلم

7. رَسُولُ اللّٰهِ کا لفظ آپ ﷺ کی صفت اور نسبت اظہار کا مظہر و عکاس اور اشرف و افضل ہونے کی دلیل ہے؛ اس لیے درود و سلام میں اسے نمایاں کیا گیا ہے اور اس وصف سے آپ ﷺ پر درود و سلام پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

8. النَّبِيّ کے نام سے آپ ﷺ پر درود و سلام پڑھنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی بعثت کے بعد نبوت کے تمام کمالات کو آپ کی ذات پر ختم کر کے منصب نبوت ہی کو ختم کر دیا ہے۔

سفارشات

1. درود و سلام میں رسول اللہ ﷺ کے دیگر اسمائے گرامی کو تلاش کر کے ان پر بھی اس نوعیت کا کام کیا جا سکتا ہے۔
2. مذکورہ پانچ اسمائے گرامی میں سے ہر ایک پر اس طرح کا تفصیلی اور تحقیقی کام کیا جا سکتا ہے۔
3. صلاۃ و سلام کی برکات حاصل کرنے کے لئے کثرت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام پڑھنا چاہیے۔
4. صلاۃ و سلام کے مخصوص الفاظ اور ان میں مذکور اسمائے گرامی کی معنویت پر ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر بھی کام کیا جا سکتا ہے۔
5. رسول اللہ ﷺ سے ایمانی اور جذباتی وابستگی کے لئے ضروری ہے کہ سیرت طیبہ کے ہر گوشہ پر تحقیقی کام مستقل طور پر کیا جائے اور اس کی نشر و اشاعت کا بھی اہتمام کیا جائے۔

References

1 Muslim ibn Ḥajjāj al-Qusheirī, Al-Saḥīḥ (Karachi: Qadīmī Kutub Khānah, 1375 AH), 2: 805
2 Ibn Fā ris, Maqāyīs al-Lugah, 3:330
3 Al-Afrīqī, Lisān al-'Arab, 14:1465
4 Bukhārī, Muhammad bin Ismail, Al-Saḥīḥ, 6:120.
5 Bukhārī, Muhammad bin Ismail, Al-Saḥīḥ, 6:120.
6 Imam Rāgib, al-mufradāt fi Garib al-Qurān, 490-491.
7 Bukhārī, Muhammad bin Ismail, Al-Saḥīḥ, 1:96
8 Al-Tawbah, 9:103
9 Muslim ibn Ḥajjāj al-Qusheirī, Al-Saḥīḥ, 3:392.
10 Ibn al-Asīr, Al-Nihāya fi Garib al-Qurān, 3:50.
11 Al-Nūr, 24:41
12 Ibn al-Asīr, Al-Nihāya fi Garib al-Qurān, 3:50.
13 Al-Enbiyā, 21:107
14 Hanī bin Niyaz bin Amr, Sahābi, Al-Isābah, 3:565.
15 Al-Nisāī, Sunan, 166.
16 Al-Tirmīzī, Abu Īsā, Sunan, 4:636.
17 Al-Tirmīzī, Abu Īsā, Sunan, 5:442.
18 Al-Tirmīzī, Abu Īsā, Sunan, 5:551.
19 Ibn Majah, Sunan, Hadith, 908.

[20] Ibn Fā ris, Maqāyīs al-Lugah, 3:90
[21] Al-Shuārā, 26:89.
[22] Al-Baqarah, 2:71.
[23] Al-Ahzāb, 33:56
[24] Al-Beyzāvi, Anwāru al-Tanzil, 4:238.
[25] Qazī Iyāz, Al-Shifā, 2:60.
[26] Al-Mewdudī, Abu al-Aālā, Dārud un par salām un par, 4-5.
[27] Al-Anfāl, 8:33
[28] Al-Tirmīzī, Abu Īsā, Sunan, 5:270.
[29] Al-Beyhaqī, Sunan, 5:72.
[30] Bukhārī, Muhammad bin Ismail, Al-Saḥīḥ, 4:178
[31] Al-Nisāī, Abu Aburahmān, Sunan, 3:48
[32] AL-Saf, 61:6
[33] Ibn Qayyim, Muhammad bin Abi Bakr, Jala al-Ifhām, Kuwait, 171.
[34] Al-Qāri, Ali bin Sultan, Mirqāt al-Mafātih, Dār al-Fikr, 1:52.
[35] Al-Tirmīzī, Abu Īsā, Sunan, 314
[36] Qazī Iyāz, Al-Shifā, 1:251
[37] Al-Taftāzāni, Omer bin Muhammad, Sharh al-Aqāyid, Qāhirā, 19.
[38] Ibn Abi Al-Izz, Sharh al-Aqidatu Tahāviyā, 117.
[39] Bagdādi, Abudul Qahir, Usul al-Dīn, 128.
[40] Al-Fath, 48:29
[41] Al-Māidah, 5:67.
[42] Alusī, Ruh al-Mānī, 1:229.
[43] Abū Dāwūd, Sulymān ibn al-Ash'ath al-Sijistānī, Sunan Abī Dāwūd: (Dār al-Ḥadīth), 1: 373
[44] Bukhārī, Muhammad bin Ismail, Al-Saḥīḥ, 1:211
[45] Al-Sahāvī, Shamsuddīn, AL-Qalul Badīg, 1:38.
[46] Al-Afrīqī, Lisān al-'Arab, 15:301
[47] Al-Asfahāni, Al-Huseyn bin Muhammad, al-mufradāt fi Garib al-Qurān, 789
[48] Al-Jurjānī, Ali bin Muhammad, Kitāb al-Tarifāt, Lubān, 1:239
[49] Qazī Iyāz, Al-Shifā, 1:251
[50] Maryam, 19:54.
[51] Ibn Teymiyah, Al-Nubuwāt, 2:714.
[52] Jamāl al-Dīn, Ahmad bin Muhammad, Usul al-Dīn, 151.
[53] Al-Anfāl, 8:64.
[54] Al-Anfāl, 8:65.
[55] Al-Ahzāb, 33:40